عید کی خوشی

محمد سراج عظیم
A-47، ذاکر باغ، اوکھلا روڈ، بالمقابل سوریہ ہوٹل، جامعہ نگر، نئی دہلی۔110025

سعد چودہ پندرہ سال کا تھا۔ ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے لاڈ پیار میں کافی بگڑ گیا تھا، ضدّی اور شرارتی بے انتہا۔ اس کی دو چھوٹی بہنیں جو اس کی شرارتوں کی وجہ سے بہت پریشان رہتی تھیں۔ اس کی شرارتیں اتنی بڑھی ہوئی تھیں کہ اس سے ابو، امّی، دادی، نوکر، نوکرانی سب پریشان رہتے۔ وہ کسی وقت چین سے بیٹھتا ہی نہیں تھا۔ گھر میں پلی مرغیوں کو بلاوجہ دوڑاتا رہتا، وہ پورے آنگن برآمدوں میں کٹر کٹر شور مچاتی ہوئی دوڑتی رہتیں۔ بلّی سوئی ہوتی تو اس کو ڈنڈے سے مارتا، وہ اُچھل کر بھاگتی تو خوب ہنستا۔ اگر کبھی دادی دیکھ لیتیں تو کہتیں ارے بیٹا کیوں بے زبان جانور کو مارتا ہے بہت گناہ کی بات ہے، لیکن وہ سنی ان سنی کر دیتا۔ آنگن میں لگے پیڑوں کی بھی درگت بناتا رہتا، اس کے لیے اپنے ابّو کی ڈانٹ بھی سنتا، لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اس کے گھر میں ایک جامن کا پیڑ تھا اس پر چڑھ جاتا نیچے سے اس کی امّی چیختی رہتیں، لیکن وہ اوپر ڈالی پر بیٹھا ہنستا رہتا اور کہتا ''ارے ڈانٹنے کی بات نہیں امّی یہاں بہت اچھا لگ رہا ہے ابھی تھوڑی دیر میں اُتر آؤں گا۔'' ایسی شرارتیں کا اس کا روز کا معمول تھا۔

اس کی سب سے خراب عادت یہ تھی کہ وہ جانوروں اور پرندوں کو بہت پریشان کرتا تھا۔ ایک بار اس نے ایک چھوٹا چوہا پکڑ لیا، اس کی دم میں ایک چھوٹا سا پتھر باندھ دیا اور ایک بالٹی میں پانی بھر کر اس میں اس کو چھوڑ دیا۔ اب وہ چوہا جب بھی تیر کر اوپر نکلنا چاہتا اور اوپر آجاتا اور جیسے ہی بالٹی سے نکلنے والا ہوتا پونچھ میں بندھے پتھر کے وزن کی وجہ سے پھر پانی میں گر جاتا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت ہنستا رہا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ چوہا مر گیا۔ اسی ایک بار اس نے پیڑ پر بنے ایک گھونسلے سے انڈے نکال کر پھینک دیے، اس کی دونوں بہنوں نے سعد کو منع کیا تو اس نے دونوں کے تھپڑ رسید کر دیا ے۔ وہ دونوں رونے لگیں تو وہ خوب ہنسا۔ چھوٹی بہن سارا اور بڑی بہن منیرہ بولی بھیّا یہ اچھی بات نہیں ہے دیکھنا اللہ پاک تمھیں کیسی سزا دے گا، لیکن وہ ہنستا رہا۔

ایک دن کسی کے باغ سے دو طوطے کے بچے لے آیا اور ان بچوں کو پنجرے میں بند کر دیا۔ بچے چھوٹے تھے وہ اپنی ماں کے بغیر چیں چیں کرتے

رہے۔اس نے ان کو دانہ پانی بھی دیا،لیکن وہ اتنے چھوٹے تھے کہ ان کو کھانا نہیں آتا تھا وہ تو بھوک کے وقت اپنی چونچ کھول دیتے تھے اور ان کی مادہ ان کی چونچ میں دانہ ڈال دیتی تھی جس سے ان کا پیٹ بھر جاتا تھا،لیکن وہاں تو کوئی ان کی چونچ میں دانہ ڈالنے والا ہی نہیں تھا۔سعد کی امّی کو ان بچوں کو دیکھ کر بہت ترس آتا اور سعد پر غصہ۔وہ چلاتیں ''ارے سعد تو یہ ان معصوموں پر ظلم کر رہا ہے۔ اللہ بہت ناراض ہوگا۔'' لیکن سعد کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ وہ زبردستی بچوں کی چونچوں کو پکڑ پکڑ کر دانہ کھلاتا پانی پلاتا بچے بہت چیختے، لیکن وہ نہیں مانتا۔ پندرہ دن سے اوپر ہوگئے، بچے بڑے ہونے لگے۔ایک دن پھر سعد کو شرارت سوجھی وہ ایک تیلی لاکر بچوں کو چھونے لگا۔ بچے عجیب طرح سے غرّ ائے۔اس کو ان کی اس آواز سے بڑا مزہ آیا۔ وہ بار بار ان کو پریشان کرنے لگا۔نتیجہ یہ ہوا ایک بچہ مرگیا۔امّی اور دادی نے جو دیکھا تو وہ چیخنے چلانے لگیں۔امّی کہنے لگیں ''کیسا بچہ ہے مار کے ہی چھوڑا۔ تجھے ان سب باتوں میں کیا مزہ آتا ہے۔'' دادی بولیں ''جان ہار کیسا ظلم کیا تو نے معصوم کو مار ڈالا دیکھ تیرے باپ کو آجانے دے میں اس سے شکایت کرتی ہوں'' مگر اس پر کہاں اثر ہونے والا تھا۔

جیسے ہی اس نے دیکھا کہ اب شام ہونے والی ہے اور ابّو گھر آنے والے ہوں گے اور ابّو اب گھر آتے ہوں گے وہ جامن کے پیڑ پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ چھ بجے جیسے ہی ابّو آئے دادی اور امّی نے سب سے پہلے اس کی شکایت کی۔ابّو ایک دم غصّے میں بولے: ''آج میں اس کی خبر لیتا ہوں، اس کی شرارتیں حد سے بڑھتی جارہی ہیں، یہ بے قابو ہوتا جارہا ہے۔اگر اس کو سزا نہیں دی گئی تو یہ ہاتھ سے نکل جائے گا'' اور انھوں نے بہت تیز آواز میں سعد کو آواز دی۔اس نے ابّو کا ایسا غصّہ کبھی نہیں دیکھا تھا وہ ڈر گیا اور اپنے آپ کو پتّوں میں چھپانے لگا،لیکن یہ کیا اس نے جیسے اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کی پیڑ کی شاخ سے وہ نیچے گر پڑا اس کے گرنے سے دھڑام کی بہت زور کی آواز ہوئی ''ہائے! مرگیا، آہ، آہ امّی'' وہ زور زور سے چیخ رہا تھا۔''ارے میرے بچے کیا ہوا'' امّی جان پیڑ کی طرف دوڑیں۔دادی اور دونوں بہنیں بھی پہنچیں۔ ابّو بھی دوڑتے ہوئے پہنچے۔سعد مسلسل کراہ رہا تھا، وہ زمین پر گرا ہوا تھا اس کے سر سے خون نکل رہا تھا۔اس کے ابّو نے اسے اٹھانے کی کوشش کی،لیکن وہ اُٹھ نہیں پایا۔زور زور سے کراہنے لگا۔''ارے امّی میر پیر بہت درد ہورہا ہے۔'' یہ کہتا ہوا وہ رونے لگا۔اس کے ابّو نے نوکر کو بھیج کر رکشہ منگایا اور اس کے ابّو نے اسے گود میں اُٹھایا اور ڈاکٹر کے یہاں لے گئے۔

ڈاکٹر نے سعد کو دیکھا۔اس نے بتایا اس کی ٹانگ میں فریکچر ہوگیا ہے اس پر پلاسٹر چڑھے گا جو دو مہینے بعد کٹے گا۔ ڈاکٹر نے اس کے سر کی پٹی کی،

انجکشن وغیرہ لگایا اورٹانگ پر پلاسٹر چڑھایا، کافی رات کو ابّو اس کو لے کر گھر لوٹے۔ اس کو بہت درد ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے آنسو نکل رہے تھے۔ امّی اس کے پاس بیٹھی ہوئی اسے سمجھا رہی تھیں گھبراؤ مت بیٹا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ڈاکٹر نے دوا دی ہے اس سے آرام ہو جائے گا'' امّی نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ''بیٹا دیکھا تم نے اپنی شراتوں کا نتیجہ سب لوگ ہی تمھیں سمجھاتے تھے، لیکن تو کسی کا کہنا نہیں مانتا تھا اور ٹانگ توڑ کے بیٹھے ہو''۔ سعد امّی کی باتیں سن رہا تھا۔ اس کے آنسو نکل رہے تھے۔ اسی طرح بستر پر لیٹے لیٹے اس کو ایک مہینہ ہو گیا۔

رمضان آنے والے تھے سب لوگ تیاریوں میں لگے ہوئے تھے۔ سعد بستر پر لیٹا ہوا سوچ رہا تھا اس بار میں نہ تو روزے رکھ پاؤں گا نہ تراویح پڑھ پاؤں گا۔ سحری نہ افطار کر پاؤں اور وہ رونے لگا۔ سامنے پنجرے میں طوطے کا وہ بچہ ٹنگا تھا جس کو وہ پکڑ لایا تھا اب وہ بڑا ہو گیا تھا اور طوطے کی بولی بولنے لگا تھا سعد اس کو دیکھتا اور کہتا ''مٹھو بیٹے'' طوطا بھی بولتا ''مٹھو بیٹا'' اس نے سوچا اس بچے کو میں اُٹھا لایا اس کے بھائی کو میں نے مار دیا مجھے اس کی سزا اللہ نے دی ہے۔ سعد کی جب سے ٹانگ ٹوٹی تھی تب سے اس کی دادی اس کے پاس آکر لیٹ جاتیں اور اس کو کہانی سناتیں تاکہ اس کا دل بہل جائے اور وہ آرام سے سو جائے۔ عید کو دو تین دن رہ گئے تھے، سب کی تیاری ہو چکی تھی سعد کے بھی نئے کپڑے بنے تھے۔ اب اس کا پیر ٹھیک ہو گیا تھا پلاسٹر کٹ چکا تھا وہ آہستہ آہستہ چلنے لگا تھا۔ اس کی دادی نے اسے بتایا تھا کہ عید اللہ کی طرف سے ایسا تحفہ ہے جو انسان تو مناتا ہی ہے اللہ کی ہر مخلوق عید مناتی ہے۔ عید کے دن چرند پرند پیڑ پودے سب خوش ہوتے ہیں سب اللہ رب العزّت کی حمد کرتے ہیں۔

عید کا دن آ گیا۔ سعد اپنے ابّو کے ساتھ عید گاہ نماز پڑھنے گیا۔ نماز کے بعد وہ خوشی خوشی گھر لوٹا۔ امّی، دادی اور سارے لوگوں کو اس نے سلام کیا اور عید کی مبارکباد دی۔ اس کی امّی نے اسے کھانے کے لیے سویاں دیں۔ وہ کھانے لگا۔ اچانک اسے خیال آیا آج مٹھو کیوں نہیں بول رہا ہے۔ اس نے مٹھو کے پنجرے کی طرف دیکھا پنجرے میں سکڑا ہوا اُداس سا بیٹھا ہوا تھا۔ ''ارے مٹھو کیا بات ہے آج تم عید نہیں مناؤ گے تم کیوں خاموش ہو'' اس نے کہا اس کے دل میں پتہ نہیں کیا بات آئی کہ اس نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا اور بولا: ''جا مٹھو بیٹے تو بھی اپنے لوگوں اور ماں باپ کے ساتھ عید منا'' مٹھو پنجرے سے نکل کر چہچہاتا ہوا آسمان کی طرف اُڑ گیا۔ گھر کے سارے لوگ سعد کو تعریفی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ابّو نے بڑھ کر اس کو اپنے سینے سے لگا لیا اور بولے: ''شاباش میرے بیٹے تم نے عید کی خوشیاں دوگنی کر دیں۔''

□□□